اکائی 3 محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری اور اردو کے چند نمائندہ تذکرہ نگار

ساخت

3.1 اغراض و مقاصد

3.2 تمہید

3.3 محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری اور چند نمائندہ تذکرہ نگار

3.3.1 محمد حسین آزاد کے شخصی کوائف

3.3.2 محمد حسین آزاد کی ادبی خدمات

3.3.3 محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری

3.3.4 اردو کے چند نمائندہ تذکرہ نگار

3.4 آپ نے کیا سیکھا

3.5 اپنا امتحان خود لیجیے

3.6 سوالات کے جوابات

3.7 فرہنگ

3.8 کتب برائے مطالعہ

3.1 اغراض و مقاصد

اس اکائی میں آپ

- تذکرہ نگاری کی اہمیت سے واقف ہو سکیں گے۔
- مولانا محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری سے واقف ہوں گے۔
- آب حیات کی ادبی اہمیت سے متعارف ہوں گے۔
- اردو کے نمائندہ تذکرہ نگاروں کی خدمات سے آگاہ ہو سکیں گے۔

3.3 تمہید

اردو کی غیر افسانوی نثر میں تذکرہ نگاری کو خاص اہمیت ہے کیونکہ یہی تذکرہ نگاری تنقید کی پہلی اینٹ کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ تذکروں کی حیثیت محض ادبی نہیں بلکہ اس کی تاریخی اور عمرانی حیثیت بھی مسلم ہے۔ اردو میں ابتدائی تذکرے فارسی زبان میں تحریر کیے گئے تاہم مرزا علی لطف کے 'تذکرہ گلشن ہند' کے بعد اردو میں بھی تذکرہ نگاری کا وجود ہوا اور پھر کئی بڑے ادیبوں اور شاعروں نے تذکرہ نگاری کا کام انجام دیا۔ مولانا محمد حسین آزاد نے آب حیات لکھ کر اس صنف میں ایک اہم کام انجام دیا۔ شاعروں کی شعر گوئی پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالی اور تذکروں کی ادبی اہمیت میں اضافہ کیا۔ ان کے بعد بہت سے تذکرے تحریر کیے گئے۔ ذیل میں ہم مولانا محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری اور چند نمائندہ تذکرہ نگاروں کے بارے میں پڑھیں گے۔

3.3 محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری اور چند نمائندہ تذکرہ نگار

3.3.1 محمد حسین آزاد کے شخصی کوائف

مولانا محمد حسین آزاد 10 جون 1830ء کو دلی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد مولانا محمد باقر مشہور صحافی اور عظیم شاعر ابراہیم ذوق کے دوستوں میں سے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد کی ابتدائی تعلیم ذوق کی نگرانی میں ہی ہوئی۔ ان کی صحبت میں آزاد نے بھی شعر گوئی اور عروض کے فن سے آشنائی حاصل کی۔ اپنے والد سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ اعلی تعلیم کے لیے دلی کالج میں داخل ہوئے اور مولوی نذیر احمد، مولانا الطاف حسین حالی، مولوی ذکاء اللہ جیسے ہم سبق دوستوں کے ساتھ علم کی منزلیں طے کیں۔ عربی، فارسی کے ماہر اور ترکی زبان پر دسترس رکھتے تھے۔ سنسکرت سے واقفیت تھی۔ مطالعہ بہت وسیع تھا۔ انگریزی شاعری اور نثر کے اسالیب پر گہری نظر تھی۔ شاعری کا شوق بچپن سے ہی پروان چڑھنے لگا تھا اور ذوقؔ کے ساتھ شعری محفلوں کا حصہ بنتے رہے تھے۔ علم سے شغف نے انہیں باکمال عالموں کی صف میں جگہ دلائی۔ جدید اردو نظم کے بانی اور مجدد قرار پائے۔ وقت کے ساتھ آپ ایک بڑے ادیب، نامور ناقد، مشہور نثر نگار، ماہرِ تعلیم اور صحافی کے طور پر پہچانے گئے۔ دنیا نے ان کی تعلیمی و تصنیفی کارناموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور تعلیمی و ادبی خدمات کے صلے میں ملکہ وکٹوریا نے انہیں شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔ عمر کے آخری بیس برس جنون کی کیفیت میں گزرے اور اردو ادب کا یہ چراغ جنوری 1910ء میں اپنے پیچھے اپنے ادبی کارنامے چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوگیا۔

3.3.2 محمد حسین آزاد کی ادبی خدمات

مولانا محمد حسین آزاد ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ گرچہ اردو ادب میں ان کی شخصیت ایک انشاء پرداز اور تذکرہ نگار کی حیثیت سے مشہور ہے۔ لیکن وہ اس کے ساتھ ساتھ ایک باکمال محقق، ادبی مورخ، نقاد، لسانی مفکر، مضمون نگار، ماہرِ تعلیم اور جدید اردو شاعری کے معمار کی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ یہی نہیں درسی و علمی کتابوں کا بیش بہا سرمایہ ان کی عالمانہ شخصیت پر دال ہے۔ انشا پردازی ہو یا پھر جدید نظم نگاری مولانا کی اولیت ہمیشہ قائم رہی۔ جہاں انہوں نے شاعری میں اپنے جوہر دکھائے ہیں وہیں نثر میں ایسا دلکش اسلوب اختیار کیا ہے جس میں وہ یکتا ہیں۔ سوانح، تذکرہ اور تاریخ جیسے خشک موضوع کو بھی آزاد نے اپنے خوبصورت اندازِ تحریر اور دلکش پیرایہ بیان سے زندگی کی حرارت بخش دی ہے۔ مولانا محمد حسین آزاد نے کم و بیش ساٹھ برس تک تصنیف و تالیف کا سلسلہ برقرار رکھا۔ اپنے والد محترم کے فارسی رسالے کا اردو ترجمہ 'ترجمۂ نکاح' لکھ کر اپنا سفر شروع کیا اور پھر تا حیات ان کے قلم نے خوبصورت اور یادگار فن پارے تراشے۔ آزاد کی تصنیفات و تالیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ تاریخ ادب، لسانیات، تاریخ، تمثیل، درسی کتب اور نظم وغیرہ پر انہوں نے یادگار تصانیف چھوڑی ہیں۔ نیرنگ خیال، مجموعہ نظم آزاد، ڈرامہ اکبر، سخندان فارس، قصص ہند، دربار اکبری، آب حیات، نگارستان فارس، دیوان ذوق، سیر ایران سمیت درجنوں کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ محمد حسین آزاد نے اور بھی کئی دیگر تصانیف چھوڑی ہیں جیسے 'نصیحت کا کرن پھول'، 'قند پارسی'، 'مکتوبات آزاد'، 'تذکرہ سنین اسلام' (حصہ اوّل) وغیرہ۔ اردو میں تذکرہ نگاری کے باب میں آب حیات ایک اہم پڑاؤ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کی ادبی و تاریخی حیثیت تمام تر اعتراضات کے باوجود مسلم ہے کیونکہ یہ اردو میں لکھے گئے اولین تذکروں میں شمار ہوتا ہے۔

3.3.3 محمد حسین آزاد کی تذکرہ نگاری

تذکرہ نگاری سے متعلق مولانا محمد حسین آزاد کی دو کتابیں ہیں۔ پہلی کتاب کا نام 'نگارستانِ فارس' ہے جو ایران اور ہندوستان کے فارسی شعراء کا ایک مختصر تذکرہ ہے۔ اس کتاب میں رودکی سے نورالعین واقف بٹالوی تک 35 شعراء کے حالات وکوائف ان کے نمونۂ کلام کے ساتھ درج ہیں۔ شعرا کی تفصیلات جن کتابوں سے اخذ کی گئی ہیں ان کے اسما حاشیے میں دے دیے گئے ہیں۔ اس کتاب کی زبان سادہ و عام فہم ہے البتہ اس دلکشی سے محروم ہے جو آب حیات کا خاصہ ہے۔ دراصل اس کتاب کو 'سخندان فارس' کی توسیع کہا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب 1922ء میں مولانا کی وفات کے بعد منظر عام پر آئی۔ اس کتاب کی ترتیب وتدوین آغا محمد طاہر نے کی تھی۔ اس تذکرے میں ترتیب و تنظیم کا خاص خیال نہیں رکھا گیا ہے۔ بے ترتیبی کے علاوہ اس میں بعض جلیل القدر شعرا کا تذکرہ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ حالانکہ شعرائے فارس میں ان کی حیثیت اور شناخت مسلم ہے۔ شیخ فریدالدین عطار، عمر خیام اور مولانا روم انہی شعرا میں شامل ہیں۔ یہی نہیں جہاں آزاد نے عام طور پر ہر شاعر کا تذکرہ چھ سات صفحات پر رقم کیا ہے وہیں تین چار شعرا؛ فردوسی، امیر خسرو اور ابوالفضل کے ذکر میں پندرہ سے زائد صفحات خرچ کیے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی علی حزیں کے لیے 19 صفحات مختص کیے ہیں لیکن سعدیؔ کو چھ اور حافظ کو تین صفحے میں سمیٹ دیا ہے۔ یہ تصویر کسی طرح مکمل نہیں کہی جاسکتی کیونکہ علی حزیں کے بالمقابل حافظ وسعدی کا مرتبہ فارسی شاعری میں بہت بلند ہے۔ حزیں کے سلسلے میں غیر ضروری طوالت اور سعدی وحافظ کے تذکرے میں انتہائی حد تک اختصار کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ یہی نہیں اس کتاب میں کچھ ایسی باتیں اور حکایتیں درج ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ الغرض یہ کہ ترتیب و تنظیم کا مسئلہ ہو یا پھر مشہور اور بڑے شعراء کے ذکر سے گریز یا پھر عظیم شعرا کا انتہائی اختصار کے ساتھ ذکر، نگارستان فارس کی کمزوری اور کمی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولانا محمد حسین آزاد نے شعرائے فارس کا تذکرہ لکھنے کا ارادہ کیا۔ کچھ لکھا بھی لیکن وہ تصنیف مکمل کرنے کی نوبت نہ آئی۔ بعد میں آغا محمد طاہر نے جتنا کچھ لکھا گیا تھا اسے ویسے ہی شائع کر دیا۔ کیونکہ اگر مولانا اس تصنیف کو مکمل کرتے اور نظرثانی کرنے کے مرحلے سے کتاب گزرتی جو کمیاں اس کتاب میں راہ پا گئی ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں۔

نگارستان فارس کی سب سے بڑی خوبی مولانا آزاد کا تنقیدی وژن ہے جس کی اکمل صورت آب حیات میں نظر آتی ہے۔ اس کتاب میں مولانا کی عملی تنقید کے ابتدائی طرز وانداز کی جھلک دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس تنقید میں تشریح ووضاحت کی وہ صورت نہیں ملتی جو آب حیات میں ہے اور نہ ہی وہ مرصع و مسجع عبارت آرائی ہی نظر آتی ہے جو آزاد کے اسلوب کی شناخت ہے۔ لیکن یہاں اسلوب آزاد کے ابتدائی انداز کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ انتہائی اختصار سے بھی فردوسی کے فن شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے بھی اس کی خصوصیات نمایاں کرنے میں کامیاب ہیں۔ انہوں نے بعض شعرا کا تقابل بھی کیا اور کئی شعرا کے تجزیے میں بھی اپنا ہنر دکھایا ہے۔ ان تمام اقتباسات کو پڑھتے ہوئے اس کتاب کا تنقیدی پہلو قابل توجہ ٹھہرتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک اقتباس ملاحظہ ہو جہاں وہ فردوسیؔ اور نظامیؔ کے فن کا موازنہ کرتے ہیں:

> ''نظامی نے جو شاہ نامے پر سکندر نامہ کہا ہے، فرق یہ ہے کہ فردوسیؔ کے مضامین بلند، الفاظ زبردست، ترکیب چست اور محاورہ صاف روزمرہ ہے۔ اور نظامیؔ مضامین کو سنبل ونسرین سے رنگین اور مشک وعنبر سے معطر کرتا ہے۔''
>
> (نگارستان فارس، مطبع کریمی پریس لاہور، 1922، ص 19)

یہ موازنہ چند جملوں پر ہی مشتمل ہے لیکن مولانا محمد حسین آزاد کی تنقیدی صلاحیت کا ثبوت پیش کرنے کے لیے کافی ہے۔ اسلم فرخی نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر یہ کتاب جب لکھی گئی اسی وقت شائع ہو جاتی تو اس کی اپنی اہمیت ہوتی لیکن افسوس کہ یہ کتاب اس وقت منظر عام پر آئی جب شبلی شعرالعجم جیسی مایہ ناز کتاب تحریر کر چکے تھے۔ اسلم فرخی کا خیال ہے:

> ''نگارستان آزاد کی تصنیفی زندگی کے اس دور سے تعلق رکھتی ہے جب ان کا اسلوب پختگی کی منزل تک نہیں پہنچا تھا۔ لطافت، شعریت اور مرصع نگاری جو طرز آزاد کی نمایاں خصوصیات ہیں نگارستان میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ ....نگارستان اسلوب آزاد کے تدریجی ارتقاء کو سمجھنے میں ضرور مدد دیتی ہے لیکن اس خصوصیت کے علاوہ اس میں اور کوئی خصوصیت نہیں۔ اکثر بیان، خشک، بے رنگ اور بے کیف ہیں۔ شاید اسی وجہ سے آزاد نے اس کی اشاعت کو اہم نہ سمجھا تھا۔'' (محمد حسین آزاد: حیات و تصانیف، حصّہ دوم، انجمن ترقی اردو پاکستان، 1965ء، ص470)

منجملہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تذکرہ نگاری کے میدان میں 'نگارستان فارس' آزاد کا نقش اول کہہ سکتے ہیں جو نامکمل، غیر مرتب اور تمام تر خامیوں کے باوجود اس تنقیدی وژن کی نمائندگی کرتی ہے جو آب حیات کا وصف خاص ہے۔

بلاشبہ 'آب حیات' اردو ادبی تاریخ اور تذکرہ نگاری کے باب میں مولانا محمد حسین آزاد کا شناخت نامہ ہے۔ پہلی مرتبہ اس کی اشاعت 1880ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد آزاد کی زندگی میں بالترتیب تین مرتبہ 1883ء، 1887ء، اور 1896ء میں اس کی اشاعت عمل میں آئی۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسے آج بھی مسلسل شائع کیا جا رہا ہے اور اس کے قارئین کی کمی نہیں ہے۔ یہ ان چند بنیادی کتابوں میں سے ایک ہے جو آج بھی نظریہ وفکر کی تبدیلیوں، نئے تنقیدی رجحانات اور نئے مباحث کے دور میں بھی اپنی اہمیت قائم کیے ہوئے ہے۔ 1883ء میں جب آب حیات کا دوسرا ایڈیشن سامنے آیا تو اس میں بہت کچھ ترمیم و اضافہ بھی کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق ڈاکٹر اسلم فرخی لکھتے ہیں:

> ''آب حیات جسے آزاد کی ادبی کاوشوں کا ثمر نورس کہنا چاہئے 1880ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی.....آزاد نے طبع ثانی کے موقع پر اپنی کتاب کو بہتر بنانے کے لیے بڑی جان کاہی سے کام لیا۔ انھوں نے پوری کتاب کو از سر نو مرتّب کیا۔ جن اغلاط کی طرف لوگوں نے اشارہ کیا تھا، انھیں دور کیا اور نئی معلومات میں اضافہ کیا۔ جان کاہی کی ایسی مثال ہمیں دوسرے مصنفین کے یہاں نہیں ملتی۔'' (محمد حسین آزاد: حیات اور تصانیف، ص20)

بلاشبہ آزاد کی شاہکار اور بہترین تصنیف 'آبِ حیات' ہے۔ اس میں مشہور شعراء کے حالات و کوائف اور نمونۂ کلام محفوظ ہیں۔ ساتھ ہی آزاد کے دلچسپ اور عالمانہ تنقیدی نمونے دیکھنے کو بھی ملتے ہیں۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف شاعری سے آزاد کی دلچسپی تھی۔ آب حیات سے قبل تذکرہ نگاری کا آغاز ہو چکا تھا۔ میر کا تذکرہ نکات الشعرا، سیّد فتح علی گردیزی کا تذکرۂ ریختہ گویاں، قائم چاند پوری کا مخزن نکات، لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا چمنستان شعرا، مصحفی کا تذکرۂ ہندی و ریاض الفصحا، قدرت اللہ قاسم کا مجموعۂ نغز، شیفتہ کا گلشن بے خار، مرزا علی

لطف کا گلشن ہند، کریم الدّین کا طبقات شعرائے ہند، سعادت خاں ناصؔر کا خوش معرکۂ زیبا وغیرہ جیسے تذکرے موجود تھے۔لیکن ان تمام تذکروں کا ایک بندھا ٹکا اصول ہے۔شعرا کے احوال زندگی کا مختصر بیان، ان کی شاعری پر اچٹتی نظر ڈالنے پر اکتفا کرنا ان کی پہچان ہے۔ایسے میں نہ تو شعرا کے حالات زندگی سے واقفیت حاصل ہو پاتی ہے اور نہ ان کی شاعری کے تمام رنگ سامنے آپاتے ہیں۔معاملہ ذاتی پسند و ناپسند سے آگے نہیں بڑھتا ہے۔ایسی صورت میں جب آب حیات کو دیکھتے ہیں تو زبردست تبدیلی محسوس ہوتی ہے۔محمد حسین آزاد نے جس انداز میں آب حیات کو مرتب کیا تھا وہ ان تمام تذکروں سے ممتاز اور اہم ہے۔اس سے قبل اس قسم کا تذکرہ کسی نے نہیں لکھا تھا۔ان کا دعویٰ بھی ہے کہ اس کتاب میں انہوں نے شاعروں کی چلتی پھرتی زندگی دکھانے کی حتی الامکان کوشش کی ہے۔ آزاد نے آب حیات سے قبل موجود تذکروں سے متعلق اپنے دیباچے میں لکھا ہے:

> ''ان سے نہ کسی شاعر کی زندگی کی سرگذشت کا حال معلوم ہوتا ہے، نہ اس کی طبیعت اور عادات واطوار کا حال کھلتا ہے، نہ اس سے کلام کی خوبی، صحت وسقم کی کیفیت کھلتی ہے، نہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معاصروں میں اس کے کلام میں کن کن باتوں میں کیا نسبت تھی انتہا یہ ہے کہ سال ولادت اور سال وفات تک بھی نہیں کھلتا۔'' (آب حیات، کتابی دنیا، کاک آفسیٹ پرنٹرس، دہلی 2008ء ص8)

شعرا کے حالات وکوائف کا ذکر ہو یا پھر ادوار کی تقسیم ،شعرو شاعری کی تاریخ ہو یا پھر اردو ادب کی تاریخ؛ آب حیات میں تمام تر تفصیلات کو سمیٹنے کی کوشش ملتی ہے۔شاعر کے احوال حیات رقم کرنے میں آزاد نے جس پر لطف اور دلچسپ اسلوب بیان کا سہارا لیا ہے وہ ان کا ہی امتیاز ہے۔اسی لیے اس ادبی تاریخی البم میں ہر تصویر اپنے خدوخال اور اپنی شخصیت کے تمام تر پہلوؤں کے ساتھ نمایاں نظر آتی ہے۔

دراصل یہ بات سچ ہے کہ آب حیات نے جدید طرز کی تذکرہ نگاری کا آغاز کیا ہے۔معلومات کا جہان ہو، تنقید کے عمدہ نمونے ہوں یا پھر بے مثال عبارت آرائی اور اسلوب بیان ہو؛ سب کا شمار اس کتاب کی خوبیوں میں کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے اردو کے بڑے ناقدوں اور ادیبوں نے اس کتاب کی دل کھول کر ستائش کی ہے۔ ڈاکٹر رام بابو سکسینہ اس کتاب کی تنقیدی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اسی کتاب سے تنقید کا صحیح معیار اردو میں قائم ہوا۔حالی کی یادگار غالب کو اسی کتاب کے مطالعہ کا نتیجہ سمجھنا چاہئے۔'' (تاریخِ ادب اردو، عفیف آفسیٹ پرنٹرس، دہلی، 2009ء، ص 42)

جبکہ ڈاکٹر محمد صادق لکھتے ہیں:

> '' آب حیات محض اردو شاعری کی تاریخ ہی نہیں بلکہ ایک توانا ،متحرک اور زندگی سے لبریز دستاویز ہے جو عہد ماضی کو از سر نو زندہ کرکے ہماری آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔'' (محمد حسین آزاد، احوال وآثار، مجلس ترقی ادب لاہور، 1976ء، ص 70)

تذکرہ نگاری کے باب میں اس کتاب کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے کلیم الدین احمد رقمطراز ہیں:

> ''آزاد شاعروں کے نام نہیں گناتے، متفرق اوصاف و نقائص کی فہرست مرتب نہیں کرتے۔ ہر شاعر کی زندہ تصویر کھینچتے ہیں۔ میر، سودا، درد، انشا، مصحفی، ناسخ غرض ہر شاعر کی الگ الگ تصویر ہے۔'' (اردو تنقید پر ایک نظر، پٹنہ لیتھو پریس، پٹنہ، 1983ء، ص 70)

آب حیات کو پانچ ادوار میں منقسم کیا گیا ہے۔ اس میں سب سے پہلے زبان اردو کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اسی کے تحت برج بھاشا پر عربی و فارسی کے اثرات بھی واضح کیے گئے ہیں۔ پھر نظم اردو کی تاریخ قلمبند کی گئی ہے۔ اس کے بعد مشاہیر شعراء اردو کا ذکر مختلف ادوار میں کیا گیا ہے اور ہر دور کے شاعر کو تاریخی لحاظ سے جگہ دی گئی ہے۔ پہلے دور میں ولی، آبرو، ناجی، مبارک، حاتم۔ دوسرے دور میں رنگین، نثار، خان آرزو، فغاں، ہدایت۔ تیسرے دور میں مظہر، سودا، قائم، درد، اثر، سوز، میر۔ چوتھے دور میں انشاء، مصحفی۔ پانچویں دور میں ناسخ، ضمیر، آتش، مومن، شیفتہ، ذوق، غالب، دبیر، انیس وغیرہ کو تاریخ کے لحاظ سے شامل کیا گیا ہے۔

مشاہیر شعراء اردو کی سوانح عمری سے متعلق آب حیات میں مذکور معلومات کے ماٰخذ کا ذکر آزاد نے کیا ہے جن میں تذکرہ نکات الشعرا، مخزن نکات، تذکرۂ شورش، تذکرہ شعراء، مجموعۂ نغز، گلشن ہند، گلشن بے خار، تذکرۂ ہندی، عقد ثریا، چمنستان شعرا، طبقات الشعرا، خوش معرکۂ زیبا وغیرہ کے حوالے مذکور ہیں۔ البتہ ان پر ایسے اعتراض بھی ہوئے ہیں کہ انہوں نے ان تمام تذکروں کا نام محض لکھ دیا ہے، معلومات کہیں اور سے اخذ کی ہیں یا ذاتی طور پر قلمبند کی ہیں۔ کیونکہ بعض محققین نے ان کے بیانات کا تقابل کرنے کے بعد دونوں میں متضاد معلومات ہونے کی بات کہی ہے۔ ایک ہی شعر دو جگہ پر دو الگ الگ شعرا کے نام سے درج کرنا ہو یا پھر معلومات درج کرتے ہوئے اصل ماخذ کا ذکر نہ کرنا؛ آب حیات پر اعتراض کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

مولانا آزاد پر آب حیات سے متعلق کئی اور اعتراضات کیے گئے ہیں۔ مثلاً یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ انہوں نے آب حیات میں ان نامور شعرا کو ہی جگہ دی ہے، جو ان کی اپنی نظر میں مستند ٹھہرے ہیں۔ دکنی شعرا کو تو شامل تک نہیں کیا اور دلّی و لکھنؤ کے کئی اہم شعرا کا ذکر ٹالنے کی حد تک سرسری طور پر حاشیہ میں کیا ہے۔ مومن خاں مومن جیسے شاعر کو بھی آب حیات میں جگہ نہیں ملی جس کی بنا پر مولانا آزاد پر سنّی مذہب سے کڑواہٹ کا الزام بھی لگایا گیا۔ حالانکہ دوسرے ایڈیشن میں مومن کو شامل کیا گیا اور نہ شامل کرنے کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں۔

مرزا جعفر علی حسرت، قیام الدین قائم جیسے شعرا کو حاشیے میں جگہ دینے اور فخر الشعرا میر ممنون جیسے شاعروں کا ذکر تک نہ کرنے کے لیے بھی آب حیات کو نشانۂ نقد بنایا گیا۔ آب حیات میں ہندو شعرا کو بالکل ہی نظر انداز کیا گیا ہے اور اس ضمن میں صرف پنڈت دیا شنکر نسیم کا ہی انتخاب کیا گیا ہے۔ حالانکہ کئی اہم ہندو شعرا کا ذکر ان سے پہلے تذکروں میں موجود ہے جنہیں وہ اپنا ماخذ مانتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود مولانا الطاف حسین حالی جیسی شخصیت نے آب حیات کے لیے مولانا آزاد کی کھلے دل سے ستائش کی ہے۔ وہ کئی شعرا کا ذکر نہ کرنے پر معترض ہونے کے باوجود بھی انہیں آب حیات کے لیے داد و توصیف سے نوازتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مصنف نے کہیں یہ دعویٰ نہیں کیا کہ کسی دور کا کوئی مستند شاعر فروگذاشت نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس نے ہر دور میں سے چند شاعر بطور نمونہ کے انتخاب کر لیے ہیں اور اس سے ان تغیرات کا دکھانا منظور ہے جو ہر ایک دور میں زبان

اردو پر واقع ہوئے ہیں۔ البتہ اگر مصنف تمام شعرائے اردو کا حال بالاستیعاب لکھتا تو چند نامی شاعروں کا ذکر نہ کرنا محل اعتراض تھا۔'' (کلیات نثر حالی، حصہ دوم، اسمٰعیل پانی پتی، مجلس ترقی ادب لاہور، 1968ء، ص189)

آب حیات میں، جسے آزاد نے مشاہیر شعرائے اردو کی سوانح عمری کہا ہے، بہت سی خامیاں اور کمیاں موجود ہیں البتہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تذکرہ نگاری کے باب میں یہ کتاب امتیازی شناخت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر مصنفین نے آزاد کی اس کتاب کو سراہا ہے۔

بلا شبہ آب حیات سے قبل بھی شعرا کے تذکرے لکھے گئے لیکن ان میں بہت سی خامیاں اور کمیاں تھیں جن کی طرف سب سے پہلے آزاد نے توجہ دلائی تھی۔ جس کا ذکر ہم نے پہلے بھی کیا ہے۔ شاعروں کا تذکرہ انتہائی مختصر کرنا ان تذکروں میں عام ہے جس سے شاعر کے شخصی و ادبی دونوں پہلوؤں سے کما حقہ واقفیت نہیں مل پاتی۔ ترتیب و تنظیم میں صرف تخلص کے ابتدائی حروف کا خیال رکھتے ہوئے حروف تہجی کے تحت ترتیب وار لکھ دیا گیا ہے یا پھر تین ادوار؛ متقدمین، متوسطین اور متاخرین میں تقسیم کر کے شعرا کو حروف تہجی کے اعتبار سے جمع کر دیا گیا ہے۔ آب حیات میں اس روش سے انحراف کی کوشش کی گئی ہے اور اردو کے مکمل شعری سرمایے پر نظر کر کے کئی ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ہر عہد کی شعری خصوصیات اور زبان کے بیان کے بعد اس عہد کے شعرا کے احوال قدرے تفصیل سے تحریر کیے گئے ہیں۔ اس سے شاعر کے ساتھ ساتھ اس عہد کی بھی عکس بندی ہو جاتی ہے۔ یہ آب حیات کی بہت بڑی خوبی ہے جو ان سے قبل تذکرہ لکھنے والوں میں مفقود ہے۔

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی مولانا آزاد کی انشا پردازی ہے۔ انہوں نے اتنے دلچسپ اور دلکش اسلوب میں شعرا کے احوال رقم کیے ہیں کہ پڑھنے والے قدیم سے قدیم شاعر کی محبت میں گرفتار ہو جائے۔ آب حیات نے ہمیں قدیم شعرا کے حوالے سے کثیر معلومات دی ہیں جن کے سبب ہی ہم ان شاعروں، ان کے عہد اور ان کی شخصیت کے اہم پہلوؤں سے واقف ہونے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ آب حیات میں شعرا کے کلام پر جتنی جامع بحث ملتی ہے اس سے اس کتاب کا تنقیدی پہلو عیاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ انہوں نے شعرا کے کلام کی خصوصیات اور ان کا مرتبہ متعین کرنے کے لیے جس طرح کے نکات پیش کیے ہیں اس کی مثال ان سے پہلے کے تذکرہ نگاروں کے یہاں نہیں ملتی ہے۔ اس کتاب میں تنقید کے نمونے جا بجا بکھرے ہوئے مل جائیں گے جس کے اثرات اردو کے بہت سے تنقید نگاروں اور ادیبوں کے یہاں مل سکتے ہیں۔ حالانکہ اپنی تنقید میں آزاد کتنے حق بجانب تھے یا ان کی تنقید کا معیار کیا ہے، ان سوالات پر بحث کا در کھلا ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اب بھی تنقید نگاری کے باب میں اس کتاب کو اولین نمونے کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ تذکرہ نگاری کے باب میں آب حیات کی اشاعت کے بعد بہت سے تذکرہ نگاروں نے آزاد کے طرز کو اپنانے کی کوشش کی ہے۔ صفیر بلگرامی کا تذکرہ جلوۂ خضر، حکیم عبدالحئی کا تذکرہ گل رعنا اور خواجہ عبدالرؤف عشرت کے تذکرے آب بقا پر آزاد کے اثرات سے انکار ممکن نہیں ہے۔

الغرض یہ کہ مولانا محمد حسین آزاد نے تذکرہ نگاری کے باب میں ایک نئے طرز اور اسلوب کی بنیاد ڈالی ہے۔ کئی کمیوں اور خامیوں کے بعد بھی اس کتاب میں بہت سی اچھی اور اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ شعرا کی مختلف ادوار میں تقسیم ہو یا پھر ان کے حالات و کوائف اور شعری خصوصیات کا قدرے تفصیل سے ذکر ان سے قبل لکھے گئے تذکروں میں نہیں ملتا۔ اسے آب حیات کی قابل قدر کامیابی کہا جا سکتا ہے اور اسی سے اس کتاب کی تاریخی حیثیت بھی مسلم ہوتی ہے۔ آزاد کی انشا پردازی اور اسلوب بیان بھی اس کتاب کی خصوصیات میں شامل ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ تنقید کے اولین رنگ دکھانے کے لیے بھی اس کتاب کی توصیف کی جاتی رہی ہے۔

3.3.4 اردو کے چند نمائندہ تذکرہ نگار

گذشتہ صفحات میں اردو کے کئی اہم تذکروں اور تذکرہ نگاروں کا ذکر آچکا ہے۔ ذیل میں چند اہم تذکرہ نگاروں پر تھوڑی تفصیل دی جارہی ہے۔

نکات الشعراء اردو شاعری کا اولین تذکرہ ہے جس کے مصنف عظیم شاعر میر تقی میر ہیں۔ میر کا یہ تذکرہ فارسی زبان میں ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس تذکرے میں شاعر کے احوال زندگی، شخصیت واوصاف اور ماحول کا بیان بھی ملتا ہے۔ شعرا کے نمونہ کلام بھی درج کیے گئے ہیں۔ میر نے نمونۂ کلام دے کر شعرا کے فنی محاسن اور ان کے فکر وفلسفہ سے متعلق رائے دی ہے اور اپنا نقطۂ نظر بیان کیا ہے۔ میر نے اپنے معاصرین پر بھی بڑی بے باکی اور صاف گوئی کا مظاہرے کرتے ہوئے اپنی رائے دی ہے۔ اس کتاب سے میر کے نظریات شعری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ نکات الشعرا میں انہوں نے شاعری کے فن پر باضابطہ کچھ نہ لکھتے ہوئے بھی شعرا کے سلسلے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے جس سے ان کے شعری نظریات کا پتہ چلتا ہے جن کی بنیادوں پر وہ شعرا کے کلام کو پرکھتے ہیں۔ اس میں سو سے زائد شعرا کا ذکر ملتا ہے جن میں کچھ دکنی و گجراتی ہیں جبکہ زیادہ تر کا تعلق شمالی ہند سے ہے۔ ریختہ کی قسموں، ان کے خصائص اور شعری لب ولہجہ اور شعری محاسن کا ذکر پہلی مرتبہ اس تذکرے میں ملتا ہے۔ اس تذکرے کو پہلی بار مولوی عبدالحق نے 1935ء میں انجمن ترقی اردو دکن سے شائع کیا تھا۔ بعد میں پروفیسر محمود الٰہی نے 1972ء میں پیرس کے مخطوطے کو نظر میں رکھ کر اسے دوبارہ مرتب اور شائع کیا تھا۔

تذکرہ ریختہ گویاں ایک اہم تذکرہ ہے جس کا شمار اولین تذکروں میں ہوتا ہے۔ سیّد فتح علی حسینی گردیزی جو عربی و فارسی کے بڑے عالم اور تصوف و مذہب کے موضوعات پر گہری بصیرت رکھتے تھے، انہوں نے یہ تذکرہ میر کے نکات الشعرا کے جواب میں تحریر کیا اور ان سبھی شعرا کی حد درجہ تعریف و توصیف کی جن پر میر نے اپنے تذکرے میں سخت تنقید کی تھی۔ اس تذکرے میں تقریباً سو شعرا کا ذکر ہے اور ان کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ تذکرہ 1752-53ء میں لکھا گیا تھا۔ نکات الشعرا اور اس میں بہت زیادہ مماثلتیں پائی جاتی ہیں اس لیے محققین نے اسے میر کی نقل بھی قرار دیا ہے۔

شیخ محمد قیام الدین قائمؔ کا تذکرہ مخزن نکات تذکرہ نگاری کے باب میں اہم شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا زمانۂ تصنیف 1755-56ء ہے۔ قائم نے اپنے اس تذکرے کو تین حصوں؛ متقدمین، متوسطین اور متاخرین شعرا میں منقسم کیا ہے۔ اس میں 120 کے قریب شعرا کے احوال وکوائف درج ہیں۔ شعرا کو تاریخی ادوار میں تقسیم کرنے کے سبب اس تذکرے کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ ایسی تقسیم کا نمونہ قائمؔ نے پہلی بار پیش کیا تھا۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے اس تذکرے کی انفرادیت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

> ''قائم کے تذکرے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں پہلی دفعہ اردو شاعری کے ادوار مقرر کیے گئے ہیں۔ اگرچہ تذکرہ نکات الشعرا میں بھی کچھ نیم تاریخی سی ترتیب موجود ہے مگر قائم نے اس معاملے میں قدرے اصول بندی سے کام لیا ہے اور ہر دور کے شروع میں اس دور کی خصوصیات بھی بیان کی ہیں۔ تذکرہ نگاری میں یہ تاریخی احساس 'لٹریری ہسٹری' کی طرف رجحان کا پہلا قدم ہے جو آگے چل کر 'آب حیات' کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔''

(شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن، ص 55)

حکیم قدرت اللہ قاسم کا تحریر کردہ تذکرہ مجموعۂ نغز ان کی اہم تصنیف ہے۔ یہ ایک ضخیم تذکرہ ہے جس میں شعرا کے تفصیلی حالات ؛ نام و نسب، وطن و ولادت، عقائد و نظریات، علمی استعداد اور علمی و ادبی کارناموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ پروفیسر محمود شیرانی نے تصحیح و تدوین کے بعد پنجاب یونیورسٹی لاہور کی جانب سے 1933ء میں اسے شائع کیا تھا۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ 'آب حیات' میں مولانا محمد حسین آزاد نے سب سے زیادہ استفادہ مجموعۂ نغز سے ہی کیا ہے۔

تذکرہ گلشنِ بے خار قدیم دکنی شعرا سے لے کر انیسویں صدی کے وسط تک کے شعری سفر کو حیطۂ تحریر میں لاتا ہے۔ نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے اس تذکرے میں صرف مشاہیر شعرا کا ذکر کیا ہے اور ان کے مستند حالات قلمبند کیے ہیں۔ اپنے معاصرین سے متعلق انہوں نے جو معلومات دی ہیں وہ بہت اہم ہیں اور کسی دوسرے ماخذ میں نہیں ملتیں۔ 1835ء میں مکمل ہونے والے اس تذکرے میں سات سو کے قریب شعرا کا ذکر کیا گیا ہے۔

مولوی امام بخش صہبائی کا تذکرہ 'انتخاب دواوین' بھی اہمیت کا حامل ہے۔ اس تذکرہ میں شعرا کا تعارف اور ان کا منتخب کلام دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شروع میں اصناف نظم کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور مثالوں کے ساتھ اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ ابتدائیہ مختصر سہی مگر اصناف نظم کی افہام و تفہیم میں معاون ہے۔ آخر میں گیت کے عنوان سے چند غزلیں درج ہیں جن میں بیشتر جرأت کی غزلیں ہیں۔ اس میں کل بارہ شعرا کے احوال اور نمونۂ کلام موجود ہیں لیکن حیرت ہوتی ہے کہ مولوی امام بخش صہبائی نے اپنے معاصر اور اردو کے بڑے شاعر غالب کا ذکر اس تذکرے میں کرنا ضروری نہیں سمجھا ہے۔ اس تذکرے میں زیادہ توجہ شعری انتخاب پر صرف کی گئی ہے اور ان شعرا کے فکر و فن پر کوئی سنجیدہ رائے قائم کرنے میں کامیابی بھی نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ تذکرہ اہم ہے کہ اس میں کلیات و دواوین کے لحاظ سے مشہور شعرا کے کلام کا ایک بہتر انتخاب کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی اس میں شعرا کے احوال انتہائی اختصار کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں اور ان کے مآخذ کی نشاندہی کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی ہے۔ یہ تذکرہ 1844ء یا 1846ء میں چھپا تھا۔

مولوی کریم الدین پانی پتی کا شمار اہم تذکرہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ طبقات شعرائے ہندان کا اہم تذکرہ ہے جس کا زمانۂ تصنیف 1848ء ہے۔ یہ تذکرہ کئی لحاظ سے اہم ہے۔ اس میں تذکرہ نگاری کے مغربی اسلوب سے استفادہ کی کیفیت نظر آتی ہے۔ انہوں نے شعرا کے طبقات کی تقسیم کچھ نئے ڈھنگ سے کرنے کی کوشش کی ہے۔ قسم اول میں متقدمین شعرا کے احوال لکھے ہیں۔ قسم دوم میں چار طبقات بنائے گئے ہیں۔ طبقۂ اول میں اردو زبان کو فروغ دینے میں اہم کوشش کرنے والے شعرا کو جگہ ملی ہے۔ طبقۂ دوم میں مصلحین اردو سمجھے جانے والے شعرا کا تذکرہ ہے جنہوں نے لسانی سطح پر زبان کو صیقل کیا اور ثقیل و بھاری الفاظ سے زبان کو پاک کیا ہے۔ طبقۂ سوم میں مصلحین اردو کہے جانے والے شعرا کے شاگردوں کا بیان ہے۔ جبکہ طبقۂ چہارم میں تذکرہ نگار کے معاصر شعرا کا ذکر ملتا ہے۔

اس تذکرے کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں شعرا کی شخصیت، عادات و اطوار، گھریلو حالات کے ساتھ ساتھ کئی دیگر اہم تفصیلات و معلومات درج ہیں۔ ان میں اختصار بیانی ضرور ہے مگر شاعر کی شخصیت و کردار اور اس کے شعری رنگ و آہنگ کی تصویر صاف نظر آتی ہے۔ خصوصاً اپنے معاصرین کا ذکر انہوں نے بہت تفصیل سے کیا ہے۔ اس تذکرے میں سہل نگاری اور عدم سنجیدگی کے مقامات ملتے ہیں جن کے سبب بہت سی غلطیاں تذکرے کا

حصہ بن گئی ہیں۔ تاہم بعض محققین نے تذکرہ نگاری کے باب میں کریم الدین کی سیرت نگاری کے پہلو کو اہم اور شاندار روایت سے تعبیر کیا ہے۔

عبدالغفور نساخ کا شمار اردو زبان و ادب کی اہم شخصیات میں ہوتا ہے۔ ان کا تذکرہ سخن شعرا انیسویں صدی کے اہم تذکروں میں شامل ہے جس کی اشاعت 1874ء میں ہوئی۔ مطبع نول کشور نے اسے شائع کیا تھا۔ نساخ کے مطابق بارہ برس کی طویل محنت کے بعد یہ تذکرہ تحریر ہوا ہے۔ معاصر اور ماقبل شعرا سے انتہائی دلچسپی اس تذکرے کے وجود میں آنے کا پیش خیمہ ہے اور سخن شعرا سے قبل موجود بیشتر تذکرے ان کے مآخذ رہے ہیں۔ نساخ کے مطابق اس تذکرے میں تین خصائص کا خاص خیال رکھا گیا ہے: 'اشعار آبدار میں اطناب و اعجاز' ،'احوال شعرا میں اختصار و ایجاز' اور 'ابنائے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع' ہو۔

یہ ایک ضخیم تذکرہ ہے جس میں 2480 شعرا کا ذکر ہے۔ ان میں 39 شاعرات بھی شامل ہیں۔ نساخ نے اپنے معاصرین کا تذکرہ ان سے راست رابطہ قائم کر کے لکھا ہے جو اس تذکرے کی خاص بات ہے۔ نساخ نے پہلے بہت سے دواوین اور تذکرے کا رس پیا اور اس کے بعد سخن شعرا کو مرتب کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے یہاں ایک تحقیقی وژن بھی نظر آتا ہے جو اس تذکرے کو خاص بناتا ہے۔ اس تذکرے کے سامنے آنے کے بعد سرزمین بنگال کے بہت سے شعرا سے اردو دنیا متعارف ہوئی جو پہلے گمنامی کے اندھیروں میں کھوئے ہوئے تھے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے تذکرے لکھے گئے ہیں جو اپنی بعض خوبیوں کے سبب اہم ہیں تاہم سب کا ذکر یہاں ممکن نہیں ہے۔

3.4 آپ نے کیا سیکھا

اس اکائی میں آپ

- مولانا محمد حسین آزاد کے احوال زندگی سے متعارف ہوئے۔
- مولانا محمد حسین آزاد کی علمی و ادبی خدمات سے بہرہ ور ہوئے۔
- تذکرہ نگاری کے باب میں ان کی خدمات سے آشنا ہوئے۔
- 'آب حیات' کی ادبی اہمیت اور تذکرہ نگاری کے باب میں اس کی عظمت سے واقف ہوئے۔
- اردو نمائندہ تذکرہ نگاروں سے بھی متعارف ہوئے۔

3.5 اپنا امتحان خود لیجیے

1. مولانا محمد حسین آزاد کی تاریخ ولادت اور مقام ولادت اور ولدیت بتائیے۔
2. آزاد کی ابتدائی تعلیم کس مشہور شاعر کی زیر نگرانی ہوئی۔
3. آزاد کی مشہور ترین تصنیفات و تالیفات کا نام بتائیے۔
4. تذکرہ نگاری سے متعلق آزاد کی مشہور کتابوں کے بارے میں بتائیے۔
5. آب حیات کی اشاعت کس سن میں ہوئی اور آزاد کی زندگی میں اس کے کتنے ایڈیشن منظر عام پر آئے۔

6 آب حیات کو کتنے ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر دور کے نمائندہ شعرا کون کون سے ہیں۔

7 آب حیات سے قبل لکھے گئے چند اہم تذکروں کے نام بتایئے۔

8 اردو شاعری کا اولین تذکرہ کس زبان میں لکھا گیا۔تذکرے کا نام اور اس کے مصنف کا نام بھی بتایئے۔

3.6 سوالات کے جوابات

1 مولانا محمد حسین آزاد 10 جون 1830ء کو دلی میں پیدا ہوئے۔ان کے والد کا نام مولانا محمد باقر ہے

2 مولانا محمد حسین آزاد کی ابتدائی تعلیم ذوق کی نگرانی میں ہی ہوئی۔

3 آزاد کی تصنیفات و تالیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔تاریخ ادب، لسانیات، تاریخ، تمثیل، درسی کتب اور نظم وغیرہ پر انہوں نے یادگار تصانیف چھوڑی ہیں۔ نیرنگ خیال، مجموعہ نظم آزاد، ڈرامہ اکبر، سخندان فارس، قصص ہند، دربار اکبری، آب حیات، نگارستان فارس، دیوان ذوق، سیر ایران سمیت درجنوں کتابیں ان کی یادگار ہیں۔

4 تذکرہ نگاری سے متعلق مولانا محمد حسین آزاد کی دو کتابیں ہیں۔پہلی کتاب کا نام 'نگارستانِ فارس' ہے جو ایران اور ہندوستان کے فارسی شعراء کا ایک مختصر تذکرہ ہے۔دوسری کتاب کا نام 'آب حیات' ہے۔ یہ کتاب اردو کی ادبی تاریخ اور تذکرہ نگاری کے باب میں انتہائی اہم سمجھی جاتی ہے اور یہ کتاب مولانا محمد حسین آزاد کا شناخت نامہ ہے۔

5 آب حیات پہلی مرتبہ 1880ء میں شائع ہوئی۔اس کے بعد آزاد کی زندگی میں بالترتیب تین مرتبہ 1883ء، 1887ء، اور 1896ء میں اس کی اشاعت عمل میں آئی۔کل ملا کر آزاد کی زندگی میں اس کتاب کے چار ایڈیشن سامنے آئے۔

6 آب حیات کو پانچ ادوار منقسم کیا گیا ہے۔اس میں سب سے پہلے زبان اردو کی تاریخ اور نظم اردو کی تاریخ قلمبند کی گئی ہے۔اس کے بعد مشاہیر شعرائے اردو کا ذکر مختلف ادوار میں کیا گیا ہے۔ پہلے دور میں ولی، آبرو، ناجی، مبارک، حاتم۔ دوسرے دور میں رنگین، نثار، خان آرزو، فغاں، ہدایت۔ تیسرے دور میں مظہر، سودا، قائم، درد، اثر، سوز، میر۔ چوتھے دور میں انشاء، مصحفی۔ پانچویں دور میں ناسخ، ضمیر، آتش، مومن، شیفتہ، ذوق، غالب، دبیر، انیس وغیرہ جیسے نمائندہ شعرا کو تاریخ کے لحاظ سے شامل کیا گیا ہے۔

7 آب حیات سے قبل لکھے گئے تذکروں میں میر تقی میر کا تذکرہ نکات الشعرا، سیّد فتح علی گردیزی کا تذکرۂ ریختہ گویاں، قائم چاند پوری کا مخزن نکات، لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا چمنستانِ شعرا، مصحفی کا تذکرۂ ہندی و ریاض الفصحا، قدرت اللہ قاسم کا مجموعۂ نغز، شیفتہ کا گلشن بے خار، مرزا علی لطف کا گلشن ہند، کریم الدّین کا طبقات شعرائے ہند، سعادت خاں ناصر کا خوش معرکۂ زیبا وغیرہ جیسے تذکرے اہم شمار کیے جاتے ہیں جن سے مولانا محمد حسین نے کسی حد تک استفادہ بھی کیا ہے۔

8 نکات الشعراء اردو شاعری کا اولین تذکرہ ہے جس کے مصنف عظیم شاعر میر تقی میر ہیں۔ میر نے یہ تذکرہ فارسی زبان میں لکھا ہے۔

3.7 فرہنگ

تذکرہ	:	ذکر، یادداشت، سرگزشت، سوانح عمری
تدوین	:	تالیف کرنا، جمع کرنا، مرتب کرنا
تمثیل	:	تشبیہ، مثال، ڈراما
ماخذ	:	منبع، وہ جگہ جہاں سے کوئی چیز نکلے
کوائف	:	کیفیات، کیفیت
محاسن	:	حسن کی جمع، خوبیاں، اچھائیاں
مستند	:	قابل اعتبار، معتبر، سند پایا ہوا، مصدقہ
سقم	:	عیب، خرابی، نقص
مرصع	:	موتی یا جواہرات سے جڑا ہوا، وہ نثر یا نظم جس میں ہر لفظ کے مقابلے میں دوسرا لفظ اسی وزن یا قافیے کا ہو
مسجع	:	وہ عبارت یا مضمون جس میں قافیے کا اہتمام ہو
عروض	:	وہ علم جس سے نظم کے قواعد معلوم ہوتے ہیں، شعر کے پہلے مصرعے کا آخری جزو

3.8 کتب برائے مطالعہ

1 عتیق اللہ، مونوگراف محمد حسین آزاد، اردو اکادمی دہلی، 2012ء

2 ڈاکٹر محمد صادق، محمد حسین آزاد، احوال و آثار، مجلس ترقی ادب لاہور، 1976ء

3 فرمان فتح پوری ڈاکٹر، اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری، انجمن ترقی اُردو پاکستان، 1998ء

4 محمد حسین آزاد، حیات اور تصانیف، اسلم فرخی، انجمن پریس کراچی 1965ء